© rasailojaraid.com

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(غیر مطبوعہ۔جنوری ۱۹۹۹ء)

تاریخ، پروپیگنڈہ اور بلیدانِ عصر

(حادثاتِ کربلا وحرّہ کے پس منظر میں)

تاریخ

کچھ نامعلوم اور کچھ معلوم، عام واعظ یا وعظ فروش بلکہ وعظ بدوش حتیٰ کہ بعض کتاب خواں یا کتاب فروش، صاحب خروشِ بے ہوش، محفل طرب کی لذتوں کو کدروتوں میں بدل دیتے ہیں۔تاریخ کو عقیدے میں مدغم کرتے ہیں کہ مریضِ ''ادغام'' ہیں۔ جہاں ایک جنس کے دوحرف دیکھے ''ہم جنسی'' میں مبتلا ہو گئے۔ جھالر اور جھاڑو میں فرق وامتیاز نہ کر سکے، جہالت وسفاہت کی آلودگیوں سے دامن نہ بچا سکے۔سماء وسمک کے فاصلوں،مرتبوں کو ''ہیچو ما دیگرے نیست'' کی نابودگی میں غطر بود کرنے والے سفیہوں کو کیا معلوم کہ تاریخ انسانوں کی لکھی ہوئی دستاویز ہے جو لکھنے والے کی ذہنی وفکری آلائشوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہوتی ہے۔وحی والہام نہیں کہ شک وشبہ اور ریب وارتیاب سے پاک ہو۔کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔ظنی باتیں ہیں جن پر اِس دور کے ''لَم یَبُکُ اور لَم یَبُجھُ'' قسم کی مخلوق کو حَکم نہیں مانا جا سکتا۔اگر کسی درجہ میں حکمیت مانی جاسکتی ہے تو تاریخ کی امہات الکتب کی۔افراد کی صالحیت ان کی تاریخ دانی کی سند نہیں۔فقہی شخصیات تاریخ کے موضوع پر حجت نہیں۔

موَرخ

محدثین کی ذوات بہت مقدس سہی مگر تاریخی روایات میں موَرخ ہی معتبر ہے۔قرآن وحدیث کی ممدوح شخصیات پر گفتگو کے لیے ایمان اور اس کے متعلقات پر زبردست گرفت کی ضرورت ہے۔گزشتہ دنوں ایسے ہی ایک ''لَـــم یَبُکُ''،قسم کے صاحب نے اپنے حلقۂ سفہاء میں ڈینگ ماری کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے بیعت توڑ لی تھی۔ایک اور ''لم چھڑے'' نے ہانکی کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے یزید سے ڈر کے بیعت کی تھی اور اس قسم کی بیسیوں ''بزنگیاں'' ہیں جو ''سفیہانِ مدرسہ وخانقاہ'' فضا میں اچھالتے رہتے ہیں اور یوں روافض کے مزعومات کی تائید پلید کے مرتکب ہوتے ہیں۔ایسے بے پایہ وبے مایہ ''بلیدانِ عصر'' کی خدمت میں سرمۂ چشمِ بصیرت حاضر ہے۔

ابن کثیر اور البدایہ والنہایہ

''البدایہ والنہایہ'' تاریخ کی ایسی کتاب ہے جسے دیوبندی، اہل حدیث، بریلوی سبھی جانتے اور مانتے ہیں۔اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے جلیل القدر مصنف ومؤلف الحافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) ''متفق علیہ'' شخصیت ہیں۔اور یہ اس عہد امن وسکون کی شخصیت ہیں جب دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی طبقات نہیں تھے۔جو صرف اپنے آپ کو اہل حق نہیں بلکہ عین حق سمجھتے ہیں۔ ہر طبقہ دوسرے کو ''ضلالِ کبیر'' میں مبتلا سمجھتا ہے۔صاحب ''البدایہ والنہایہ'' ان آلائشوں سے پاک اور زمانی تقدم کے لحاظ سے عہدِ خیر کے نزدیک تر ہیں۔تاریخی لحاظ سے بہت بلند مقام ومرتبہ کے مالک ہیں۔ جہاں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں' بے لاگ ہوتا ہے اور جہاں صرف روایت بیان کرتے ہیں' وہاں صرف جمع ونقل پر اکتفا کرتے ہیں۔ روایات کی ذیل میں آپ کا رویہ مضبوطی کے ساتھ متصف ہے۔ڈھیلی ڈھالی روایات کو پسند نہیں کرتے۔(واللہ اعلم)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا ایفائے عہد

''حَرَّہ'' کے حادثہ فاجعہ کے بعد کے حالات لکھتے ہوئے حضرت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

وقد کان عبداللہ ابن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنھما) وجماعات اھل بیت النبّوۃ ممن لم ینقص لعھد ولا بایع احدًا بعد بیعۃ لیزید کما قال الامام احمد حدثنا اسمٰعیل بن علیہ حدثنی صخر بن جَویریَّۃ عن نافع قال لما خلع الناس یزید بن معویۃ رضی اللہ عنہ جمع ابن عمر بنیہ و اھلہ' ثم تشھد ثم قال اما بعد فاِنّا بالعبنا ھذا لرَّجُل علیٰ بیع اللہ و رسولہٖ و انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان الغادر یُنصب لہ' لواء یوم القیامہ یقال ھذہ غدرہ فلانٍ ،و ان من اعظم الغدر الا ان یکون الاشراک باللہ' ان یَّبابع رجل رجلاً علیٰ بیع اللہ و رسولہٖ ثم ینکث بیعۃ' فلا بخلعن احد منکم یزید ولا یسرفن احد منکم فی ھذا الامر فیکون الفیصل بینی و بینہ' وقد راوہ مسلم و الترمذی من صخر بن جویریۃ و قال الترمذی حسن صحیحٌ ،و قد راوہ ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف المدائنی عن صخر من جُویریۃ عن نافع عن ابن عمر فذکر مثلہ (البدایہ والنہایہ۔ج ۸،ص۲۳۲،۲۳۳)

ترجمہ: ''سیدنا عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما اور اہل بیت نبوت کی جماعتیں ایسی تھیں جنہوں نے عہد نہیں توڑا اور یزید سے بیعت کے بعد کسی اور کی بیعت نہیں کی ،جیسے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔حضرت نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ جب لوگوں نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا پھر حق کی گواہی دی اور فرمایا ہم نے اس آدمی کی بیعت اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کی ہے اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے۔آپ فرماتے تھے......' قیامت کے دن غدر مچانے والے ہر شخص کا ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں غدر مچانے والے کی نشانی ہے اور سب سے بڑا غدر شرک ہے اور یہ کہ کوئی آدمی اللہ اور رسول ﷺ کی بیعت پر کسی آدمی کی بیعت کرے پھر اسے توڑ دے......تم میں سے کوئی بیعت نہ توڑے اور نہ اس معاملے میں کسی زیادتی کا مرتکب ہو (اگر ایسا ہوا) تو تمہارے اور میرے مابین یہ فیصلے کی گھڑی ہوگی۔مسلم وترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے حسن وصحیح فرمایا ہے۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیدنا محمد بن علیؓ کا ایفائے عہد:

اس سے زیادہ پرلطف اور جاندار واقعہ حضرت محمد بن حنفیہ (محمد بن علی رضی اللہ عنہما) کا ہے جو کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے اور نہ کوئی بیٹا بھیجا۔ حادثہ کربلا اور حادثہ حَرَّہ کے بعد بات چیت ملاحظہ ہو:

ولـمـا رجـع اهـل الـمـديـنـه مـن عند يزيد مشى عبد الله بن مطيع و اصحابه الٰى محمد بن الـحنفية فارادوه على خلع يزيد فأبىٰ عليهم فقال اين مطيع ،ان يزيد يشرب الخمر ويترک الصلوٰةو يتعدّى حكم الكتاب فقال لهم (محمد بن عليؓ)ما رأيت منه ما تذكرون ، وقد حضرته' وأ قمت عنده فـرأ يتُـه مُـواظبـاً عـلى الصلاة،متحرّياً للخير يُسال عن الفقهِ ملازماً للسُّنة قالوا فان ذلک منه تصنّعا لک فـقـال: و مـاالـذى خـاف مـنى اؤر جا حتى يظهر الى الخشوع؟افأ طلعكم علىٰ ما تذكرون من شـرب الـخـمر؟ فلئِنَّ كان أطلعكم على ذلک انكم لشركائو ه' ،و ان لم يكن اطلعكم فما يحلُّ لكم ان تشُهـدوا بما لم تعلموا قالوا: انه عند نالحق و ان لم يكن رأيئناهُ،فقال لهم ابى الله ذلک على اهل الشهادة' فقال ''اِلّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ '' (القرآن الكريم) ولست من امركم فى شئى ،قالوا فـلـعلک تكره' ان يتولى الامر غيرک فنحنُ نوليکَ امرنا قال: ماأستحِل القتال علٰى ما تريد و ننى عـلـيـه تـابعاً ولا متبوعاًقالوا: قد قاتلت مع ابيک 'قال جيئو نى بمثل ابى اقاتل على مثل ما قاتل عليه' فـقالوا: فمرا بنيک اباالقاسم و القاسم بالقتال معنا' قال: لو امرتهما قاتلتُ قالوا فقم معنا مقاماًتحض الـنـاس فيـه عـلـى القتال ،قال سبحان الله امر الناس بمالا افعله ولا أرضاه' اذًا مانصحت لله فى عبادهٖ قالوا: اذًنكرهک قال: اذًا امرالناس بتقو الله ولايرضون المخلوق بسخط الخالق و خرج الىٰ مكّة.

(''البدایہ والنہایہ'' ج۸،ص۲۳۳)

ترجمہ: ''اور جب مدینہ والے یزید کے پاس سے لوٹے تو ابن مطیع اور ان کے ساتھی حضرت محمد بن علیؓ کے حضور حاضر ہوئے اور ان سے یزید کی بیعت توڑنے کی خواہش کی تو انہوں نے انکار کر دیا پھر ابن مطیع نے کہا یزید شراب پیتا ہے، بے نماز ہے، اللہ کی کتاب کی حکم عدولی کرتا ہے تو حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو میں نے تو نہیں دیکھا حالانکہ میں اس کے پاس رہا ہوں، اس کی مجلس میں رہا ہوں، وہ نمازوں کا پابند ہے، خیر تلاش کرتا ہے، لوگ فقہ کے مسائل اس سے پوچھتے ہیں، وہ تو سنت کا پابند ہے۔ کہنے لگے وہ تو آپ کے سامنے مصنوعی اعمال کرتا تھا۔ حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا: اس کو مجھ سے ڈرنے یا مجھ سے کسی چیز کی طمع کی کیا ضرورت تھی جو اس نے یہ تصنع کیا۔ اس کی شراب نوشی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' کیا اس نے تمہیں اس کی اطلاع دی ہے؟ اور اگر تم اس کی اطلاع پر یہ گفتگو کرتے ہو تو تم اس میں برابر کے شریک ہو اور اگر بغیر اطلاع کے تم یہ الزام لگاتے ہو تو یہ تمہارے لیے حلال نہیں پھر وہ کہنے لگے یہ بات ہمارے نزدیک حق ہے' چاہے ہم نے نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھا۔حضرت محمد بن علیؓ نے فرمایا: اللہ نے گواہی دینے والوں کیلئے اس رویے کو ناپسند کیا ہے۔اور یہ آیت پڑھی۔''**اَلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ**''(القرآن الکریم) ''علم کے بغیر شہادت،شہادتِ حق نہیں ہوسکتی ہے'' تو عبداللہ ابن مطیع مع ساتھیوں کے کہنے لگے، آپ کو شاید شک ہو کہ ہم آپ کو ولایت امر نہیں سونپیں گے، ہم آپ کو ولی الامر بناتے ہیں۔آپ نے فرمایا: جو تم چاہتے ہو اس طریقے سے تو یہ قتال حلال نہیں، نہ میں تابعدار بنتا ہوں، نہ امیر۔ پھر وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے والد (سیدنا علیؓ) کی معیت میں جنگ نہیں کی؟ فرمایا: میرے ابا جیسا ڈھونڈ کے لے آؤ میں جنگ کے لیے تیار ہوں۔وہ کہنے لگے، اپنے بیٹوں میں سے کسی کو بھیج دیں۔آپ نے فرمایا، انہیں بھیجنا ہوتا تو خود لڑتا۔تب انہوں نے کہا کہ لوگوں کو ابھارنے کی جگہ چلو۔فرمایا، سبحان اللہ! لوگوں کو اس کام کا حکم دوں کہ جو میں نہ کرنا چاہتا ہوں نہ پسند کرتا ہوں۔میں تو اللہ کی رضا کے لیے لوگوں کو نصیحت کروں گا۔وہ کہنے لگے پھر تمہیں ہم ناپسند کریں گے۔اس پر آپ نے فرمایا: میں لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کا درس دوں گا اور کہوں گا، مخلوق کی رضا خالق کے ڈر کے بدلے نہیں چاہتے۔اس کے بعد مکہ کی طرف کوچ کر گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا جذبہ اطاعت

شریعت نبوی کے احترام اور اس کے ابلاغ کے اہتمام کی بہت سی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں مگر ایسی عظیم الشان مثال نہیں ملے گی۔سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک عظیم فیصلہ تو آپ پڑھ چکے ہیں۔اب ابلاغ دین کی شاندار مثال ملاحظہ فرمائیے:

قال ابو القاسم البغوی حدثنا مصعب الزبیری حدثنا ابن ابی حازم عن هشام عن زید بن اسلم عن ابیه انَّ ابن عمر دخل و هو معه، علیٰ ابن مطیع فلما دخل علیه قال: مرحبا بابی عبدالرحمن ضعوا له، و سادة فقال: انما جئتک لاحدِّ ثک حدیثاً سمعته، من رسول اللّٰه ﷺ یقول ''من نزع یداً من طاعة فانه یأتی یوم القیٰمة لاحُجة له، و من مات مفارق الجماعة فانه یموت موتة جا هلیةً'' وهکذا رواه مسلم من حدیث هشام بن سعد عن زید عن ابیه وعن ابن عمرؓ بهٖ عن محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابن عمر فذکره، (''البدایہ والنہایہ''، ج۸،ص۲۳۳)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ہمراہ ابن مطیع کے پاس گیا، ابن مطیع نے مرحبا کہا اور کہا ابو عبدالرحمٰن کے لیے تکیہ لگاؤ۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو صرف تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن بے حُجت ہو کر آئے گا اور جس نے جماعت کا شیرازہ بکھیرا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔مسلمؒ اور لیثؒ نے ایسے ہی روایت کی ہے۔''

یہ تو تاریخ کے روشن نقوش ہیں، جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے، نہ جانے اہل سنت والجماعت کے بعض کور چشموں کو یہ چمکتے دمکتے حرف ولفظ اور کتاب کیوں نظر نہیں آتی؟ میں سمجھتا ہوں روافض کے پراپیگنڈے نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں عوام کالانعام کی آ گہی وشعور کی حِس سلب کر لی ہے، وہاں خواص بھی مضمحل، حواس باختہ بلکہ بدحواس دکھائی دیتے ہیں جنہیں تاریخ کے اجلے صفحات میں ''لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے''

عصر حاضر کے وہ مولوی جو ادراک و استدراک کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں' جو قصہ گوئی میں ماہر اور قرآن و حدیث کے بیان میں بے مغز گفتگو کر کے روافض و مبتدعین کی تصدیق کرتے ہیں، جو بنی اسرائیل کے احبار و رہبان اور مہنتوں کی طرح جلب زر، حُبِ جاہ اور قرب جاہ کے لیے روباہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قرآن و حدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے کی کوشش کریں اور اسی آئینے میں مقام و منصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھنے اور سمجھنے کی روش اختیار کریں کہ وہ جرح و تنقید سے ماوراہیں۔

اشتہار الشریعہ

© rasailojaraid.com